مصحفی امروہہ اور تواریخِ امروہہ میں

ڈاکٹر مصباح احمد صدیقی

محلّہ مناف، امروہہ (یوپی)، موبائل: 9997161315

یہ بات تو تسلیم کر لی گئی ہے کہ غلام ہمدانی مصحفی کی پیدائش امروہہ میں ہوئی۔ انھوں نے تقریباً ۱۱۶۴ھ میں سرزمین امروہہ محلّہ کالی پگڑی میں آنکھ کھولی جہاں ان کے خانوادہ کی سکونت تھی اور خود مصحفی کے بیانات سے بھی یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ ان کا بچپن اور ابتدائی عہدِ شباب امروہہ کی ہی علم پرور سرزمین پر گزرا اور امروہہ کے ہی علمی و ادبی ماحول نے انھیں شعر گوئی اور سخن سنجی کی طرف راغب کیا۔ مصحفی نے اپنے دورانِ طالب علمی اور ابتدائی شاعری میں امروہہ کے جن بزرگ شعرا سے فیض پایا اور اکثر ملاقاتیں کیں اس کا ذکر انھوں نے اکثر جگہ کیا ہے جیسا کہ میر عبدالرسول نثار کے بارے میں لکھا ہے:

> ''میر عبدالرسول نثار تخلص مردیست جہاندیدہ وفہمیدہ اصلش از اکبرآباد است۔ فقیر او را در ابتدائے شاعری در قصبہ امروہہ دیدہ بود اکثر ہفتہ عشرہ ملاقات می شد و در تذکرہ شعر بمیان می آمد''۔[۱]

ترجمہ: میر عبدالرسول نثار، ایک تجربہ کار اور سمجھدار شخص ہیں۔ اصل میں اکبرآباد (آگرہ) کے رہنے والے ہیں۔ فقیر (مصحفی) نے انھیں اپنی شاعری کے ابتدائی دور میں قصبہ امروہہ میں دیکھا تھا۔ اکثر ہفتہ دس دن میں ان سے ملاقات ہوتی اور شعر و شاعری کا ذکر ہوتا۔

شعر و شاعری پر آپس میں گفتگو ہونے سے مراد ہے کہ یہ دونوں مصحفی و میر عبدالرسول نثار ایک دوسرے کو اپنا کلام دکھاتے اور سناتے ہوں گے یا پھر سید محمد زماں کے ذکر میں لکھا ہے:

> ''فقیر ہمراہِ استادِ خود روزے در عالم مکتب نشینی وابتدائے شوقِ موزونی بہ صحبت ایشاں رسیدہ بود''۔[۲]

ترجمہ: فقیر (مصحفی) جس زمانہ میں مکتب میں پڑھتا تھا۔ پہلے پہل شعر کہنے کے شوق میں اپنے استاد کے ساتھ ان کی خدمت میں پہنچا تھا۔

اس بیان سے پہلی بات تو یہ ثابت ہوتی ہے کہ مصحفی اس وقت امروہہ میں کسی مکتب میں زیر تعلیم تھے۔

دوسرے یہ کہ یہ ان کے شعر کہنے کا بالکل ابتدائی زمانہ تھا بلکہ یوں کہیے کہ ابھی ابھی شعر کہنے کا شوق پیدا ہوا تھا۔ تیسرے مصحفی اپنے مکتب نشینی کے زمانہ سے ہی شعر کہنے لگے تھے جو اس وقت دس پندرہ سال سے زیادہ کے نہیں رہے ہوں گے۔ چوتھے یہاں اپنے استاد کے ساتھ سے مراد غالباً وہی میاں عبداللہ عرف خلیفہ ہینگا رہے ہوں گے جو ''مآنی'' تخلص کرتے تھے اور مصحفی کے شعر گوئی میں استاد بتائے جاتے ہیں۔ جیسا کہ پروفیسر نورالحسن ہاشمی نے لکھا ہے:

> ''شاعری میں امروہہ کے کسی غیر معروف شاعر مآنی کے شاگرد تھے''۔[۳]

پانچویں میاں عبداللہ مآنی ممکن ہے مصحفی کو اسی غرض سے سید محمد زماں کے پاس لے گئے ہوں کہ آپ اس کو اپنا شاگرد بنا کر اس کی شعری تعلیم و تربیت کریں۔ جیسا کہ مصحفی کے ان الفاظ سے ظاہر ہے:

> ''در ابتدائے شوق موزونی بہ صحبت ایشاں رسیدہ بود''

یعنی پہلے پہل شعر کہنے کے شوق میں ان کی خدمت میں پہنچا۔

میاں مانی: امروہہ کے معروف بزرگ اور عالم دین حضرت شاہ عضدالدین محمد جعفری کے مرید تھے۔ آپ کا نام عبداللہ عرف خلیفہ ہینگا اور تخلص مآنی تھا۔ آپ ایک اچھے عالم و فاضل اور استاد شاعر تھے۔ ان کے ہاتھ کی لکھی ہوئی کئی کتابیں مؤرخ امروہہ محمود احمد عباسی (متوفی: ۱۰/مارچ ۱۹۷۴ء) کو دستیاب ہوئی تھیں جن کا ذکر انھوں نے ''تاریخ امروہہ'' (مطبوعہ ۱۹۳۰ء) میں کیا ہے۔ یہی میاں عبداللہ متخلص بہ مانی غلام ہمدانی مصحفی امروہوی کے ابتدائی استاد تھے۔ شیخ مصحفی کو بھی ان کی شاگردی پر فخر و ناز تھا۔ وہ کہتے ہیں:

گر کسے مرتبۂ شاعریش فہمیدے
مصحفی ہم بکفِ خود قلم مانی داشت

خلیفہ ہینگا متخلص بہ مانی کیونکہ عالم و فاضل کے ساتھ ہی بزرگ عہد اور صاحبِ سلسلہ صوفی تھے۔ اس لیے ممکن ہے کہ ان کے تخلص کی مناسبت سے ہی مصحفی کا نام غلام ہمدانی رکھا گیا ہو البتہ اتنا معلوم ہے کہ مصحفی نے ان ہی میاں مانی سے ابتدائی تعلیم حاصل کی اور شاعری میں بھی ان ہی سے اصلاح فرمائی جیسا کہ ان کے مذکورہ بالا فارسی شعر سے ظاہر ہے۔ غلام ہمدانی مصحفی امروہوی نے امروہہ قیام کے دوران جن لوگوں سے استفادہ کیا یا ان سے

ملاقات کی ان کا ذکر مختلف مقامات پر کیا ہے۔ میر عبدالرسول نثار اور سید محمد زماں کا ذکر پہلے گزرا۔ تیسرے:

محتشم خاں محتشم بن محمد اشرف خاں: یہ دہلی کے ایک معروف شاعر اور سلطان محمد عرف شیخ گدائی کی اولاد میں تھے۔ نادر شاہ کے حملے کے بعد دہلی سے ترک سکونت کرکے امروہہ آبسے تھے۔ صاحبِ ''نخبۃ التواریخ'' لکھتے ہیں:

''محمد محتشم خاں بنظر رابطہ موروثی در بار محمد شاہ بہ منصبے معزز بودہ در ایامِ غدر نادر شاہ ایرانی از دہلی برآمدہ وامروہہ قیام گرفت۔''[۴]

ترجمہ: محمد محتشم خاں وراثتاً محمد شاہ بادشاہ کے دربار میں ایک معزز عہدے پر فائز تھے۔ نادر شاہ کے ہنگامے کے زمانہ میں دہلی سے امروہہ آکر مقیم ہوئے۔

مصحفی نے اپنی ابتدائی شاعری کے دور میں ان کو امروہہ میں دیکھا تھا۔ ''عقدِ ثریا'' میں ان کا بیان ہے:

فقیر او را در ابتدائے شاعری خود در قصبۂ امروہہ دیدہ بود۔

ترجمہ: احقر نے اپنی ابتدائی شاعری کے دور میں انھیں امروہہ میں دیکھا تھا، لیکن مصحفی نے کہیں یہ نہیں لکھا کہ اس نے ان کو اپنے شعر دکھائے یا ان سے کسی طرح کا مشورۂ سخن کیا کیونکہ خود ان کا بیان ہے کہ وہ اردو فارسی میں شعر کہتے تھے اور عمر رسیدہ تھے۔ عمر رسیدہ ہونے سے ظاہر ہے کہ وہ منجھے ہوئے اور تجربہ کار شاعر رہے ہوں گے۔ مصحفی کا ان کے بارے میں مکمل بیان اس طرح ہے:

''محتشم خاں محتشم قوم کنبوہ ساکن شاہجہاں آباد شخصِ مُسن وعمدہ معاش بود، فقیر او را در ابتدائے شاعری خود در قصبۂ امروہہ دیدہ بود۔ شعر بہ زبان ہندی وفارسی ہر دو می گفت۔''[۵]

ترجمہ: محتشم خاں محتشم قوم کنبوہ ساکن شاہ جہاں آباد عمر رسیدہ اور فارغ البال تھے۔ فقیر (مصحفی) نے ان کو اپنی شاعری کے ابتدائی دور میں قصبہ امروہہ میں دیکھا تھا۔ وہ ہندی (اردو) اور فارسی دونوں زبانوں میں شعر کہتے تھے۔

مصحفی کے اس بیان سے ظاہر ہے کہ محتشم خاں محتشم استاد شاعر تھے اور اردو فارسی دونوں زبانوں میں شعر کہنے کی قدرت رکھتے تھے جبکہ غلام ہمدانی مصحفی کی شاعری کی ابھی ابتدا ہی تھی۔

شاہ عالم محزوں: امروہہ کے ایک اور استاد شاعر محزوں کی بھی شاعری میں استادی مصحفی نے تسلیم کی ہے، لیکن یہ مصحفی کے بہت ابتدائی دور کی بات ہے، یعنی اس وقت مصحفی امروہہ کے کسی مکتب میں ہی زیر تعلیم تھے اور محزوں کی شاعری پورے ضلع میں شہرت پا چکی تھی۔ مصحفی لکھتے ہیں:

محزوں عالم شاہ پیرزادہ ساکن قصبہ امروہہ در ایام کہ فقیر مکتب نشیں بود او دراں ضلع شہرت بہ شاعری داشت۔''

ترجمہ: شاہ عالم پیرزادہ محزوں ساکن امروہہ جن دنوں فقیر (مصحفی) مکتب میں پڑھتا تھا تو وہ پورے ضلع میں شاعری کی وجہ سے شہرت رکھتے تھے۔

ان بزرگوں کے علاوہ بھی کئی باکمال شاعر امروہہ میں موجود تھے جن کا مصحفی نے نہ معلوم کس وجہ سے کوئی ذکر نہیں کیا جیسے کہ حضرت شاہ عضدالدین محمد جعفری متخلص بہ عضدی (متوفی: ۱۱۷۲ھ) جو نظم و نثر فارسی میں یدطولیٰ رکھتے تھے اور ان کے صاحب زادے حضرت شاہ معزالدین میاں موج جو ہندی شاعری میں صاحب کمال تھے۔ آپ کے ہندی شاعری کے نمونے ''تذکرۃ الکرام'' مؤلفہ محمود احمد عباسی میں موجود ہیں۔ اسی کتاب میں محمود احمد عباسی صاحب حضرت شاہ عضدالدین محمد جعفری کے بارے میں لکھتے ہیں:

''موزونی طبع خداداد تھی، عضدی تخلص تھا۔ دیوانِ عضدی، حقائق و معارف اور رموزِ تصوف پر مشتمل ہے۔ غزلیات و رباعیات ہر صنف کلام میں طبع آزمائی کی۔ حمد و نعت میں طویل قصائد ہیں۔''[۶]

امروہہ کے ایک معروف محقق منظور احمد افسر امروہوی (وفات ۸ر فروری ۱۹۸۴ء) نے لکھا ہے:

''مصحفی نے امروہہ کے قیام ہی میں رسمی تعلیم کے اتنے مراحل طے کر لیے تھے کہ شعر گوئی وسخن گستری کا ذوق پورا کرنے میں کوئی وقت پیش نہ آسکتی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ غزل گوئی میں کافی مشاق ہو کر گھر سے نکلے۔''[۷]

مصحفی نے اپنی معاشی زندگی سے تنگ آکر امروہہ جیسی زرخیز سرزمین کو چھوڑ کر مجبوراً ۲۳ سال کی عمر میں ترک وطن کیا اگرچہ بعد میں تاحیات ان کو اس عمل پر افسوس وملال رہا۔ یہ بات ان کے شعر سے عیاں ہے:

اے مصحفی تو واں سے کیوں روٹھ کے آیا تھا
دیوانے تری خاطر کڑھتا ہے وطن سارا

راقم الحروف نے اپنے ایک مقالہ ''مصحفی امروہہ میں'' جو ۲۰۰۴ء غالب انسٹی ٹیوٹ دہلی کی جانب سے منعقدہ سمینار میں پڑھا تھا۔ جس میں تمام تاریخی شواہد سے یہ بات واضح کرنے کی کوشش کی ہے کہ مصحفی ولادت سے تقریباً ۲۳ر سال کی عمر تک امروہہ میں ہی رہے اور یہیں کے نام ور علما فضلا سے تعلیم و تربیت پائی اور شعر فہمی وشعر گوئی کی بھرپور صلاحیت پیدا کر لی تھی۔

سرزمینِ امروہہ کی ابتدا سے آج تک آٹھ تاریخیں لکھی گئی ہیں جن میں اکثر غلام ہمدانی مصحفی کا ذکرِ خیر بڑے پرستائش الفاظ میں ملتا ہے اور ان میں بعض مؤرخین نے مصحفی کے امروہوی ہونے پر فخر وناز کا اظہار بھی کیا۔ ساتھ ہی امروہہ کے متعدد نامور شعرا نے مصحفی کو بڑے فخریہ انداز میں خراجِ عقیدت پیش کیا۔ دیکھیے تواریخ امروہہ میں غلام ہمدانی مصحفی کا ذکر کس کس

طرح ملتا ہے۔ سب سے پہلے مولانا سید آلِ حسن نخشبی مودودی (وفات ۱۳۰۶ھ/۱۸۸۸ء) کا بیان ملاحظہ ہو:

''در شعراء استادِ زمانہ غلام ہمدانی مصحفی بسیار نام دار گزشتہ''[۸]

ترجمہ: شعرائے (امروہہ) میں استادِ زمانہ غلام ہمدانی مصحفی بہت نامور گزرے ہیں۔

مولانا سید آلِ حسن نخشبی کی پیدائش مصحفی کی وفات (۱۲۴۰ھ-۱۸۲۴ء) سے ۱۴ سال پہلے (۱۲۲۶ھ) ہوئی۔ یعنی مولانا سید آلِ حسن نخشبی مصحفی کی وفات کے وقت چودہ برس کے تھے۔ اس لیے انھیں مصحفی کا ہم عصر بھی کہا جا سکتا ہے۔

امروہہ کے دوسری مؤرخ مولوی سید اصغر حسین نقوی ساکن محلّہ گزری ہیں۔ آپ نے خاصی تفصیل سے مصحفی کا ذکر کیا ہے جس میں ان کے محلّہ کالی پگڑی قدیم فارسی نام دستارِ سیاہ، ان کے والد کا نام، ان کے استاد میاں مانی کا اسم گرامی، تلامذہ میں خاص شاگردوں کے نام، ان کے دواوین اور شعرائے فارسی و اردو کے تینوں تذکروں کا حوالہ اور لکھنؤ میں وفات پانے کا ذکر موجود ہے۔ مولوی سید اصغر حسین کی اصل عبارت جو محلّہ کالی پگڑی کے ذکر میں ہے، ملاحظہ ہو:

''شیخ ولی محمد بھی یہاں سکونت رکھتے تھے جن کے بیٹے شیخ غلام ہمدانی شعر گوئی میں استادِ لاثانی مصحفی تخلص شاگرد میاں مآنی کے تھے۔ ناسخ، آتش، ذکی، اسیر وغیرہ ایسے شاعروں کو ان سے تلمذ تھا۔ لکھنؤ میں جا کر مقیم ہوئے وہیں قضا کی یہاں کوئی ان کا عقب نہیں اس جہت سے ان کا سلسلۂ نسب تحقیق نہیں ہو سکتا بڑے زود گو اور زبان آور تھے آٹھ دیوان اردو ایک فارسی اور دو تذکرے شعرائے اردو کے اور ایک شعرائے فارسی کا ان سے یادگار ہے جیسا کہ تذکرۂ ''سراپا سخن''[۱۱] مؤلفہ میر حسن علی لکھنؤ اس کا شاہد حال ہے۔''[۱۰]

مولوی سید اصغر حسین نقوی کی بھی ولادت مصحفی کی وفات سے ۲ برس پہلے یعنی ۲۹/صفر ۱۲۳۸ھ میں ہوئی۔ امروہہ کے معروف ادیب و شاعر اور صحافی مولوی حبیب احمد افق کاظمی (وفات ۱۸/اگست ۱۹۷۶ء ملتان) نے امروہہ محلّہ کٹکوئی سے ایک علمی و ادبی پرچہ شاعر کے نام سے جاری کیا تھا اس میں ''شعرائے امروہہ'' کے عنوان سے جناب منظور حسن افسر امروہوی نے کئی قسطوں میں شعرائے امروہہ کا تعارف کرایا جس کی ابتدا شیخ غلام ہمدانی مصحفی سے کی ہے۔ انھوں نے ماہ جولائی ۱۹۲۸ء میں مصحفی کے بارے میں یہ معلومات فراہم کیں۔

استاد الاساتذہ حضرت شیخ مصحفی مرحوم

''شیخ غلام ہمدانی ولد شیخ ولی محمد کا امروہہ محلّہ کالی پگڑی میں پرانے ڈاک خانے کے سامنے مکان تھا۔ بعد حصول تعلیم عنفوان شباب میں دہلی چلے گئے اور وہاں ایک ماہانہ مشاعرہ کی بنیاد ڈالی جس میں اکثر امرا بھی شریک ہوتے تھے۔ بارہ برس تک وضع کے ساتھ دہلی میں رہے ایک دیوان بھی جمع کیا جو دزدانِ سخن نے چرا لیا۔ دہلی کی تباہی کے بعد لکھنؤ پہنچے اور مرزا سلیمان شکوہ کی سرکار میں ملازم ہوئے۔ آتش و اسیر شہیدی و تنہا، گرم و منتظر، خلیق و ضمیر وغیرہ مشہور مشہور شعرا نے شاگردی اختیار کی۔ یہ بات بھی پایۂ تحقیق کو پہنچ چکی ہے کہ شیخ ناسخ بھی انہی کے شاگرد تھے۔ جتنے شاگرد انھیں نصیب ہوئے اردو شعرا میں کسی شاعر کو نصیب نہیں ہوئے۔ میر و مرزا کے بعد شیخ مصحفی کا مرتبۂ شاعری تمام شعرائے اردو میں بالاتر ہے محاورات کی بندش، زبان کی صفائی، ردیف کے مختلف معانی ان کے کلام کی خصوصیات میں داخل ہیں۔ آٹھ دیوان اردو تین دیوان فارسی تین تذکرے (عقدِ ثریا، ریاض الفصحا، تذکرۂ ہندی) اور دو مثنویاں یادگار چھوڑے میر تقی میر کے آخر ہم زبان اور جرأت و انشاء، میر حسن، مرزا قتیل کے ہم عمر تھے۔ ۸۰ برس کی عمر پائی اور ۱۲۴۰ھ میں بمقام لکھنؤ انتقال کیا۔''[۱۱]

اس اقتباس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ امروہہ میں مصحفی کا مکان پرانے ڈاک خانے کے سامنے تھا اور وہ عنفوان شباب میں حصول تعلیم کے بعد امروہہ سے گئے جس کا مطلب ہے کہ مصحفی بیس سے پچیس برس کی عمر میں امروہہ سے گئے ہوں گے۔ منظور احمد افسر صدیقی صاحب نے مصحفی کے مرتبہ شاعری، تلامذہ کی کثرت، تصانیف اور شعری دوادین پر بھی اچھی روشنی ڈالی ہے۔ یہ بات بھی مکمل طور پر تسلیم شدہ ہے کہ مصحفی ایک قادرالکلام اور انتہائی زود گو شاعر تھے۔ ان کے بارے میں یہ بات بھی بہت مشہور ہے کہ جب کوئی مصرعۂ طرح آتا تو وہ اس مصرع پر دس پندرہ دن پہلے سے خوب سارے شعر کہہ کر ایک مٹکے میں ڈالتے رہتے اور جب مشاعرے والے دن ان کے شاگرد آتے تو اسی مٹکے سے شعر نکالتے اور بروقت اس شاعر کے مقطع کا شعر کہتے اور اسے دے دیتے۔ اس طرح وہ سارے شعر بٹ جاتے تو خود چلتے وقت اپنے لیے بھی ایک طویل غزل لکھتے اور مشاعرے میں پڑھ دیتے۔ مصحفی کی اسی سخاوتِ ادبی کو سرزمینِ امروہہ کے ایک صاحب طرز شاعر جناب منور امروہوی نے کیا ہی خوب بیان کیا ہے:

وہ مصحفی بڑا قادر کلام شاعر تھا
تمام عمر یونہی مفت میں لٹائے سخن

اسی سبب بابائے اردو مولوی عبدالحق مرحوم نے ''تذکرہ ہندی'' کے

مقدمہ میں لکھا ہے:

''شاگرد بھی مصحفی کے اس کثرت سے تھے کہ پرانے اساتذہ میں شاید کسی کے ہوں۔''

اب امروہہ کے بعض مشاہیر شعراء کرام کے اشعار ملاحظہ ہوں جس میں انھوں نے بھرپور انداز میں اپنے ہم وطن استاد شاعر غلام ہمدانی مصحفی کو خراج عقیدت پیش کیا ہے۔ مولانا محمد اختر شاہ خان مرحوم صدر مدرس مدرسہ امدادالاسلام میرٹھ اپنی ایک فارسی نظم ''نظم در توصیف امروہہ'' میں مصحفی کے بارے میں کہتے ہیں:

قران نبود ولے بود سر بسر اعجاز
کلام مصحفی نکتہ زائے امروہہ[12]

ترجمہ: اگر چہ مصحفی کا کلام نکتہ زا قرآن پاک تو نہیں ہے، لیکن از اول تا آخر مکمل اعجاز یعنی بے مثال ہے۔

اسی طرح انیس الدین انیس رضوی (وفات ۶؍جولائی ۱۹۵۲ء) جو امروہہ کے معروف و مشاہیر ادباو شعرا میں سے ہیں۔ مؤرخ امروہہ محمود احمد عباسی نے انھیں ''فردوسی امروہہ'' لکھا ہے یہ اپنی معرکۃ الآرا نظم ''یادِ ایّام'' میں مصحفی کے بارے میں کہتے ہیں:

بہ شیخ مصحفی[13] را امروز می نازد
کلام حسنِ اُو وجہ قرارِ قلبِ محزوں شد

ترجمہ: شیخ مصحفی پر امروہہ آج تک ناز کرتا ہے کیونکہ ان کا خوبصورت کلام تڑپتے دلوں کے لیے سکون کا باعث ہے۔

مولانا سید حبیب احمد اُفق کاظمی اس طرح خراجِ عقیدت پیش کرتے ہیں، کہتے ہیں:

سعادتؔ، مصحفیؔ، عارفؔ، عطاؔ، احسنؔ، صفیؔ، ساکتؔ
وہ شاعر ہیں کہ جن سے نامور ہے شہر امروہہ

اور سرزمین امروہہ نامور عالم دین و قادرالکلام شاعر و ادیب حضرت مولانا مفتی نسیم احمد صاحب فریدی علیہ الرحمہ (متوفی: ۱۸؍اکتوبر ۱۹۸۸ء) فرماتے ہیں:

فریدی ہم وطنِ مصحفی کو کب ہے روا
زبان کو قیدیِ دہلی و لکھنؤ کرنا

اور ایک غزل کے مقطع میں فرماتے ہیں:

میں ہوں فریدی ہم وطنِ شیخ مصحفی
کیوں وصفِ مصحفِ رخ زیبا نہ کیجیے

غلام ہمدانی مصحفی کو زبان و بیان پر بڑی قدرت تھی، اسی سبب انھیں اپنی زبان پر بڑا ناز تھا اور بالکل درست تھا۔ ایک جگہ فرماتے ہیں:

سب بدن لے گئے زمین میں ہم
مصحفی ایک زبان چھوڑ گئے

اہل امروہہ نے مصحفی کے اس ناز کا بھی بھرپور بھرم رکھا ہے۔ امروہہ کی ایک قادرالکلام شاعرہ سردار خانم مخفی امروہوی مقیم حال امریکہ مصحفی کو خراجِ عقیدت پیش کرتے ہوئے کہتی ہیں:

مصحفی کی زبان، زبان ہے میری
گفتگو میں مری شرافت ہے

مصحفی کے ایک معروف شاگرد منشی مظفر علی اسیر لکھنوی (متوفی: ۱۲۹۹ھ/۱۸۸۱ء) نے کیا ہی خوب مصحفی کی شان میں خراجِ عقیدت پیش کیا ہے، ان ہی اشعار پر میں اپنے مقالہ کا اختتام کرتا ہوں:

گوہر ہے قطرہ، قطرۂ عمّان مصحفی
خورشید، ذرّہ ذرّۂ میدان مصحفی
ایسا تو کوئی ہند میں شاعر نہیں ہوا
سب سے بلند شعر میں ہے شانِ مصحفی

حواشی:

۱۔ تذکرۂ ہندی، ص: ۲۶۲، مطبوعہ اردو اکیڈمی لکھنؤ
۲۔ تذکرۂ ہندی، ص: ۱۱۸، مطبوعہ اردو اکیڈمی لکھنؤ
۳۔ ''دلی کا دبستانِ شاعری'' ص: ۲۸۵، مؤلفہ پروفیسر نورالحسن ہاشمی، مطبوعہ اتر پردیش اردو اکادمی لکھنؤ۔
۴۔ ''نخبۃ التواریخ'' مؤلفہ مولانا آل حسن نخشی، ص: ۱۰۸ مطبوعہ ۱۲۹۷ھ/ ۱۸۸۰ء
۵۔ ''عقد ثریا'' مؤلفہ غلام ہمدانی مصحفی، ص: ۵۴
۶۔ ''تذکرۃ الکرام'' ص: ۱۲۲، مؤلفہ محمود احمد عباسی
۷۔ ''مصحفی حیات و کلام'' ص: ۶۲، مؤلفہ منظور احمد افسر امروہوی، مطبوعہ مکتبہ نیا دور کراچی۔
۸۔ ''نخبۃ التواریخ'' (فارسی) ص: ۱۶، مؤلفہ آل حسن نخشی، مطبوعہ مارچ ۱۸۸۰ء
۹۔ ''سراپا سخن'' کے مؤلف کے بارے میں مولوی سید اصغر حسین نقوی کو سہو ہوا ہے، اس لیے کہ اس کے مؤلف محسن علی موسوی ہیں اور میر حسن (علی؟) کے تذکرے کا نام ''تذکرہ شعرائے اردو'' ہے۔
۱۰۔ ''تاریخ اصغری'' ص: ۱۳۹، فصل چوتیسویں، کالی پگڑے کے بیان میں مؤلفہ مولوی سید اصغر حسین نقوی، مطبوعہ جولائی ۱۹۸۹ء
۱۱۔ ماہ نامہ ''شاعر امروہہ'' ص: ۶، ماہ جولائی ۱۹۲۸ء
۱۲۔ تذکرۃ الکرام، ص: ۳۶۷، مؤلفہ محمود احمد عباسی
۱۳۔ اس پر مؤرخ امروہہ محمود احمد عباسی نے یہ حاشیہ لکھا: ''شیخ غلام ہمدانی مصحفی از مشاہیر اساتذۂ سخن''

◆◆◆